OPEN ACCESS
Al-Idrak
Research Journal
ISSN (Online): 2789-3227
ISSN (Print): 2789-3235
www.alidrakresearchjournal.com

قواعد فقہیہ اور ضوابط فقہیہ: توضیح، فرق، بنیادیں، اہمیت اور حجیت اور اصولی حیثیت کا تحقیقی تجزیہ

Juristic Rules and Principles: An Analytical Study of Explanation, Differences, Foundations, Importance, and Legal Status

☆ **Abdul Ghaffar**
PhD Scholar, Department of Islamic Studies, The University of Lahore, Lahore, Pakistan.

☆☆ **Dr. Muhammad Nawaz Al-Hasni**
Professor, Department of Islamic Studies, The University of Lahore, Lahore, Pakistan.

Citation:
Abdul Ghaffar, and Dr. Muhammad Nawaz Al-Hasni " Juristic Rules and Principles: An Analytical Study of Explanation, Differences, Foundations, Importance, and Legal Status"Al-Idrāk Research Journal, 4, no.1, Jan-Jun (2024): 262– 282.

ABSTRACT

The study of Juristic Rules (Qawaid Fiqhiyyah) and Principles (Dawabit Fiqhiyyah) holds significant importance in the field of Islamic jurisprudence. These two concepts serve as the guiding principles for the application of Islamic law in various scenarios. This paper provides a comprehensive analytical study of the definitions, differences, foundations, importance, and legal status of Qawaid Fiqhiyyah and Dawabit Fiqhiyyah.The concept of Qawaid Fiqhiyyah refers to the general principles that govern Islamic legal rulings, which are derived from the Quran, Sunnah, Ijma' (consensus), and Qiyas (analogy). Dawabit Fiqhiyyah, on the other hand, refers to the specific, detailed guidelines that apply to particular circumstances within the broader context of Islamic law. This paper explores how both sets of principles interact, their basis in Islamic legal sources, and how they influence modern Islamic jurisprudence. The paper further discusses the importance of these principles in ensuring consistency, flexibility, and justice in the application of Islamic law. It also explores their legal status within the Islamic legal framework and their role in resolving legal issues in contemporary society. By examining these principles from both a historical and modern perspective, this study aims to highlight their relevance in contemporary Islamic jurisprudence and their role in shaping

legal rulings in diverse contexts.

Keywords: Qawaid Fiqhiyyah, Dawabit Fiqhiyyah, Islamic Jurisprudence, Legal Principles, Islamic Law

تعارف موضوع

قواعد فقہیہ اور ضوابط فقہیہ اسلامی فقہ کا ایک اہم حصہ ہیں جو فقہی فیصلوں کے اصولی ڈھانچے کو مرتب کرنے میں مدد فراہم کرتے ہیں۔ قواعد فقہیہ عام اصولوں پر مشتمل ہیں جو مختلف فقہی مسائل کو حل کرنے کے لیے استعمال ہوتے ہیں، جنہیں قرآن، سنت، اجماع اور قیاس جیسے فقہی ذرائع سے اخذ کیا جاتا ہے۔ ان قواعد کا مقصد اسلامی فقہ کے اصولوں کو معیاری اور ہم آہنگ بنانا ہے تاکہ مختلف حالات میں صحیح فقہی فیصلے کیے جا سکیں۔ دوسری طرف، ضوابط فقہیہ خاص حالات یا فقہی مسائل کی تفصیلات اور اصولی رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔ ان میں مخصوص فقہی معاملات کو حل کرنے کے لیے مخصوص رہنما خطوط ہوتے ہیں جو قواعد فقہیہ کی بنیاد پر مرتب کیے جاتے ہیں۔ اس تحقیق میں قواعد اور ضوابط فقہیہ کے درمیان فرق کو واضح کیا جائے گا، ان کی بنیادوں اور اہمیت کا تجزیہ کیا جائے گا اور ان کی حجیت اور اصولی حیثیت پر روشنی ڈالی جائے گی۔

قواعد کا لغوی معنیٰ

"قواعد" قاعدہ کی جمع ہے۔[1] اور لغت عرب میں قاعدہ کے درج ذیل معانی زیادہ مستعمل ہوتے ہیں:

1۔ بنیاد اور جڑ:

جیسے "قواعد البیت" کا مطلب ہے گھر کی بنیادیں، یعنی وہ ستون جو عمارت کو سہارا دیتے ہیں۔ اسی مفہوم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ﴾ [2]

اور جب ابراہیم اور اسماعیل بیت اللہ کی بنیادیں اٹھا رہے تھے۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَأَتَى اللَّهُ بُنْيَانَهُمْ مِنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ﴾ [3]

([1]) Ibrahim Mustafa, Ahmad al-Zayāt, Ḥāmid ʿAbd al-Qādir, Muḥammad al-Najjār, *al-Muʿjam al-Wasīṭ*, Mādah (Qāʿid), 2: 748, Majmaʿ al-Lughah al-ʿArabīyah bi-l-Qāhirah, Dār al-Daʿwah, Istanbul, 1980, 2: 748.

([2])Al-Baqarah 2: 127.

([3]) Al-Nahl 16: 26.

"تو اللہ نے ان کی عمارت کو بنیادوں سے اکھاڑ دیا تو ان پر اوپر سے چھت گر پڑی۔"

2۔ کسی جگہ میں ٹھہرنا اور جمنا:

جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فِي مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيكٍ مُقْتَدِرٍ﴾ (1)

"سچائی کے ٹھکانے میں، طاقتور بادشاہ کے پاس (رہیں گے)۔"

آیت کریمہ کے اس حصہ میں پختہ ہونے اور جم جانے کا مفہوم موجود ہے۔ یعنی وہ اپنے ٹھکانے سے پھر نہیں ہٹائے جائیں گے۔

3۔ بیٹھنا:

جیسے "قعد في مكانه" کا مطلب ہے وہ اپنی جگہ پر جم گیا۔ اسی طرح "ذي القعدة" کے مہینے کو بھی اس لیے یہ نام دیا گیا ہے کہ اس میں عرب سفر، غزو اور تجارت سے بیٹھے رہتے تھے یعنی باز رہتے تھے۔ (2)

قاعدہ کی اصطلاحی تعریف

اہل علم نے "قاعدہ" کی اصطلاحی تعریفات مختلف انداز سے کی ہیں جن کا مفہوم تقریباً ملتا جلتا ہے۔ ان میں سے چند تعریفات درج ذیل سطور میں نقل کی جاتی ہیں:

1۔ علامہ تفتازانی فرماتے ہیں:

(حكم كلي ينطبق على جزئياته ليُتعرف أحكامُها منه) (3)

"وہ کلی حکم جو اپنی جزئیات پر لاگو ہوتا ہے تاکہ ان کے احکامات اس سے معلوم ہو سکیں۔"

2-علامہ فیومی فرماتے ہیں:

(الأمر الكلي المنطبق على جميع جزئياته) (4)

"وہ امر کلی جو اپنی تمام جزئیات پر منطبق ہوتا ہے۔"

---

(1) Al-Qamar 54: 55.

(2) *al-Muʿjam al-Wasīṭ* (2: 748).

(3) al-Taftazānī, Saʿd al-Dīn Masʿūd ibn ʿUmar, *Sharḥ al-Talwīḥ ʿalā al-Tawḍīḥ*, 1: 34, Maktabah Ṣabīḥ, Egypt.

(4) al-Fayyūmī, Abū al-ʿAbbās Aḥmad ibn Muḥammad ibn ʿAlī thumma al-Ḥamawī, *al-Miṣbāḥ al-Munīr fī Gharīb al-Sharḥ al-Kabīr*, 2: 510, al-Maktabah al-ʿIlmīyah, Beirut.

3۔ علامہ سید شریف جرجانی فرماتے ہیں:

(هي قضية كلية منطبقة على جميع جزئياتها) [1]

"قاعدہ وہ کلی حکم ہے جو اپنی تمام جزئیات پر منطبق ہوتا ہے۔"

4۔ علامہ تاج الدین سبکی فرماتے ہیں:

(الأمر الكلي الذي ينطبق على جزئيات كثيرة يفهم أحكامها منه) [2]

"وہ امرِ کلی جو بہت سی جزئیات پر لاگو ہوتا ہے جن کے احکامات اس سے سمجھ آتے ہیں۔"

4۔ ابو البقاء کفوی فرماتے ہیں:

(قضية كلية من حيث اشتمالها بالقوة على أحكام جزئيات موضوعها) [3]

"وہ قاعدہ کلیہ ہے اس لحاظ سے کہ اس میں امکانی طور پر اس کے موضوع کی تفصیلات کے احکامات شامل ہوتے ہیں۔"

فقہیہ کا لغوی مفہوم

"قواعد فقہیہ" کا دوسرا حصہ "فقہیہ" جو "فقہ" کی طرف نسبت ہے۔ فقہ اصل میں فہم اور سمجھ کو کہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے:

(أوتي فلان فقهاً في الدين) [4]

"فلاں کو دین میں فقہ دی گئی یعنی اس میں فہم دی گئی۔"

اسی مفہوم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ﴾ [5]

---

(1) al-Jurjānī, ʿAlī ibn Muḥammad ibn ʿAlī al-Zayn al-Sharīf, *al-Taʿārīf,* 1: 171, Dār al-Kutub al-ʿIlmīyah, Beirut, Lebanon, 1st ed., 1983.

(2) al-Subkī, Taj al-Dīn ʿAbd al-Wahhāb ibn Taqī al-Dīn, *al-Ashbāh wa al-Nazāʾir*, 1: 11, Dār al-Kutub al-ʿIlmīyah, 1st ed., 1991.

(3) al-Kafawī, Abū al-Baqāʾ Ayyūb ibn Mūsā al-Ḥusaynī, *al-Kuliyyāt* Maʿjam fī al-Miṣṭalāḥāt wa al-Furūq al-Lughawīyah, 1: 728, al-Maktabah al-ʿIlmīyah, Beirut.

(4) Ibn Manẓūr, Muḥammad ibn Makram ibn ʿAlī, Abū al-Faḍl, Jamāl al-Dīn Ibn Manẓūr al-Afrīqī (d. 711 AH), *Lisān al-ʿArab*, 13: 522, Dār Ṣādir, Beirut, 3rd ed., 1414 AH.

(5) Al-Tawbah 9: 122.

"تو کیوں نہ ہر گروہ میں سے ایک جماعت علم دین حاصل کرنے کے لیے نکلی تا کہ دین میں سمجھ حاصل کریں۔"

فقہ کی اصطلاحی تعریف

فقہ کی مختلف اصطلاحی تعریفات کی گئی ہے جن میں سے درج ذیل تعریف زیادہ مشہور ہے:

هو معرفة النفس مالها وماعليها

الزحيلي، وَهْبَة بن مصطفى، الفقه الإسلامي وأدلته، دار الفكر - سوريَّة - دمشق (1/ 20)

"یعنی فقہ نام ہے نفس کے فائدے اور نقصان کی اشیاء کی معرفت کا۔"

نیز ایک تعریف اس طرح کی گئی ہے:

(العلم بالأحكام الشرعية العملية المكتسب من أدلتها التفصيلية) [1]

"شریعت کے عملی احکامات کا علم جو ان کی تفصیلی دلائل سے حاصل کیا گیا ہو۔"

"قاعدہ فقہیہ" کی اصطلاحی تعریف

لفظ "قاعدہ" اور لفظ "فقہیہ" کی تعریف گزشتہ سطور میں بیان کی جاچکی۔ اب "قاعدہ فقہیہ" کی اصطلاحی تعریفات بیان کی جاتی ہے۔ اس کی تعریف علماء نے مختلف میں کی ہے جن میں سے چند تعریفات درج کی جاتی ہیں:

1۔ علامہ حموی قاعدہ فقہیہ کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

(القاعدة الفقهية حكم أكثري لا كلي ينطبق على أكثر جزئياته لتعرف أحكامها منها) [2]

"وہ اکثری حکم جو اپنی اکثر جزئیات پر لاگو ہوتا ہے تا کہ ان کے احکامات اس سے معلوم ہو سکیں۔"

---

(1) al-Isnawī, Abū Muḥammad Jamāl al-Dīn ʿAbd al-Raḥīm ibn al-Ḥasan ibn ʿAlī al-Shāfiʿī, *Nihāyat al-Sūl Sharḥ Minhāj al-Wuṣūl*, 1: 11, Dār al-Kutub al-ʿIlmīyah, Beirut, Lebanon, 1st ed., 1999.

(2) al-Ḥamawī, Abū al-ʿAbbās Aḥmad ibn Muḥammad Makī Shihāb al-Dīn al-Ḥusaynī al-Ḥanafī, *Ghamz ʿUyūn al-Baṣāʾir fī Sharḥ al-Ashbāh wa al-Naẓāʾir*, 1: 51, Dār al-Kutub al-ʿIlmīyah, 1st ed., 1985.

اس تعریف پر یہ اعتراض وارد ہو سکتا ہے کہ یہ قواعد فقہیہ کے لیے مخصوص نہیں ہے کیونکہ قاعدہ فقہیہ ہی واحد عام حکم نہیں ہے، بلکہ اکثر اصولی اور نحوی قواعد بھی کلی یا اکثری ہوتے ہیں۔

2۔ مصطفیٰ الزرقا قاعدہ فقہیہ کی تعریف یوں کرتے ہیں:

(أصول فقهية كلية في نصوص موجزة دستورية تتضمن أحكاما تشريعية عامة في الحوادث التي تدخل تحت موضوعها) (1)

"ایسے کلی فقہی قواعد جو مختصر دستوری نصوص میں بیان کیے گئے ہوں جو اپنے موضوع کے تحت داخل ہونے والے تمام واقعات کے تشریعی احکام پر مشتمل ہوں۔"

اس تعریف پر یہ اعتراض کیا جا سکتا ہے کہ اس میں قواعد کی تعریف اصول کے لفظ کے ساتھ کی گئی ہے جو قواعد ہی کا مترادف ہے۔ اس لیے منطقی اصول کی رو سے یہ حقیقی تعریف نہیں ہے۔

3۔ ڈاکٹر وہبہ مصطفیٰ الزحیلی کی تعریف درج ذیل ہیں:

(قضية كلية تدخل تحتها جزئيات كثيرة، وتحيط الفروع والمسائل من الأبواب المتفرقة) (2)

"ایک کلی قاعدہ جس کے تحت بہت سی تفصیلات آتی ہیں، اور وہ مختلف ابواب سے فروع اور مسائل کا احاطہ کرتا ہے۔"

ضابطہ کی لغوی واصطلاحی تعریف

قاعدہ کے ساتھ ہی ایک اور لفظ "ضابطہ" بھی بکثرت استعمال کیا جاتا ہے۔ اس لیے اس لفظ کی بھی مختصر وضاحت درج ذیل سطور میں کی جاتی ہے۔ "ضابطہ" ضبط سے مشتق ہے، جس کا مطلب ہے کسی چیز کو مضبوطی سے پکڑنا یا اسے کنٹرول میں رکھنا۔ کسی شخص کو ضابط تب کہا جاتا ہے جب وہ قوی اور مضبوط ہو۔ ضابط کا مطلب ایک سخت گیر اور طاقتور شخص بھی ہو سکتا ہے۔ فقہاء نے ضابطہ کی اصطلاحی فقہی تعریفیں بھی مختلف انداز سے کی ہیں۔ ان میں سے چند تعریفیں درج کی جاتی ہیں:

1۔ ایک تعریف علامہ تاج الدین السبکی کی ہے:

(ما اختص بباب وقصد به نظم صور متشابهة) (3)

"وہ چیز جو ایک باب کے لیے مخصوص ہو اور اس کا مقصد متشابہ صورتوں کو منظم کرنا ہو۔"

---

(1) al-Zarqāʾ, Muṣṭafā Aḥmad, *al-Madkhal al-Fiqhī al-ʿĀm*, Dār al-Qalam, Damascus, 1st ed., 1998, 2: 965

(2) al-Zuhaylī, Muḥammad Muṣṭafā, *al-Qawāʿid al-Fiqhīyah wa Taṭbīqātihā fī al-Madhāhib al-Arbaʿah*, 1: 22, Dār al-Fikr, Damascus, 1st ed., 2006.

(3) al-Subkī, *al-Ashbāh wa al-Nazāʾir*, 1: 11.

2۔ صاحب کشاف اصطلاحات الفنون اس کی اس طرح تعریف فرماتے ہیں:

(حكم كلي ينطبق على جزئيات) (1)

"وہ کلی حکم جو بہت سی جزئیات پر منطبق ہو جاتا ہے۔"

3۔ علامہ حموی اس کی تعریف میں یوں رقم طراز ہیں:

(هو ما يجمع فروعا من باب واحد) (2)

"ضابطہ وہ حکم ہے جو ایک باب کی بہت سی فروع کو جمع کر دے۔"

4۔ ڈاکٹر وہبہ زحیلی اس کی تعریف یوں کرتے ہیں:

(ما يجمع الفروع والمسائل من باب واحد من الفقه) (3)

"ضابطہ وہ ہے جو فقہ کے ایک باب کے فروع اور مسائل کو جمع کر دے۔"

ان تعریفات سے واضح ہوتا ہے کہ "ضابطہ" کے مفہوم میں علماء کی دو رائیں ہیں:

1. بعض حضرات کی تعریف کے مطابق قاعدہ اور ضابطہ میں کوئی فرق نہیں ہے، دونوں سے ایک ہی معنی مراد ہے۔ جیسا کہ صاحب کشاف اصطلاحات الفنون کی تعریف سے واضح ہوتا ہے۔
2. جبکہ بعض حضرات کی تعریف کے مطابق قاعدہ اور ضابط کے درمیان فرق کیا گیا ہے۔ یہ فرق علامہ حموی، تاج الدین سبکی اور ڈاکٹر وہبہ زحیلی کی تعریفوں میں نظر آتا ہے۔

قواعد فقہیہ اور ضوابط فقہیہ میں فرق

مندرجہ بالا بحث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ فقہی قواعد اور ضوابط کی یہ خصوصیت تو مشترک ہے کہ دونوں فقہی مسائل کی ایک بڑی تعداد پر لاگو ہوتے ہیں۔ اسی لیے بہت سے فقہاء نے ان دونوں میں کوئی فرق نہیں کیا اور قاعدہ اور ضابط دونوں کو ایک ہی معنی میں استعمال کیا ہے۔

---

(1) al-Tahānawī, Muḥammad ibn ʿAlī ibn al-Qāḍī Muḥammad Ḥāmid ibn Muḥammad Ṣābir al-Fārūqī al-Ḥanafī, *Kashāf Iṣṭilāḥāt al-Funūn wa al-ʿUlūm*, 2: 1110, Maktabat Lubnān Nāshirūn, Beirut, 1st ed., 1996.

(2) al-Ḥamawī, *Ghamz ʿUyūn al-Baṣāʾir fī Sharḥ al-Ashbāh wa al-Nazāʾir,* 1: 31.

(3) al-Zuhaylī, *al-Qawāʿid al-Fiqhīyah wa Taṭbīqātihā fī al-Madhāhib al-Arbaʿah*, 1: 23.

تاہم، کچھ فقہاء نے "قواعد" اور "ضوابط" کے درمیان فرق کیا ہے۔ ان کی ذکر کردہ تعریفات پر غور کرنے کے بعد، ہم درج ذیل فرق اخذ کر سکتے ہیں:

1. قواعد ضوابط سے زیادہ عام اور جامع ہوتے ہیں، کیونکہ وہ مختلف فقہی ابواب سے مسائل اور فروعات کو جمع کرتے ہیں۔ دوسری طرف ضابطہ ایک ہی فقہی باب سے متعلق مسائل اور فروعات کا جامع ہوتا ہے۔

مثال کے طور پر فقہی قاعدہ **"الضرر يزال"** (ضرر کو دور کیا جانا چاہیے)[1] مختلف فقہی ابواب پر لاگو ہوتا ہے، جبکہ ضابطہ **"العيوب الموجبة للفسخ في النكاح إذا علمت بها المرأة قبل النكاح، فلا خيار لها، إلا العُنّة"**[2] (اگر عورت نکاح سے پہلے نکاح فسخ کرنے والے عیوب سے آگاہ ہو جائے تو اس کے پاس کوئی اختیار نہیں رہے گا سوائے نامردی کے) صرف نکاح کے باب سے متعلق ہے۔

2. عام طور پر قاعدہ پر مختلف فقہی مذاہب یا ان میں سے اکثر متفق ہوتے ہیں۔ دوسری طرف ضابطہ اکثر ایک خاص مذہب سے مخصوص ہوتا ہے، الا یہ کہ وہ عام ہو۔ کچھ ضوابط تو کسی خاص مذہب کے ایک مخصوص فقیہ کی رائے بھی ہو سکتے ہیں جس سے اس مذہب کے دیگر فقہاء بھی اختلاف کرتے ہیں۔[3]

3. فقہی قواعد کو مختصر جملوں اور عام اور جامع الفاظ میں بیان کیا جاتا ہے۔ دوسری طرف فقہی ضوابط کے لیے یہ ضروری نہیں ہے۔ انہیں کئی جملوں، پیراگرافوں یا اس سے زیادہ میں بیان کیا جا سکتا ہے۔

مثال کے طور پر، قاعدہ "الأمور بمقاصدها" (امور اپنے مقاصد سے جانے جاتے ہیں)[4] کو ایک مختصر جملے میں بیان کیا گیا ہے۔ دوسری طرف، ضابطہ کے لیے یہ ضروری نہیں ہے، جیسا کہ اوپر بیان کردہ ضابطہ "العيوب الموجبة للفسخ في النكاح ..."۔

([1]) Ibn ʿĀbidīn, Muḥammad Amīn ibn ʿUmar ibn ʿAbd al-ʿAzīz al-Dimashqī (d. 1252 AH), *al-ʿUqūd al-Durīyah fī Tanqīḥ al-Fatāwā al-Ḥāmidīyah*, Dār al-Maʿrifah, Beirut, no date, 2: 117.

([2]) al-Suyūṭī, ʿAbd al-Raḥmān ibn Abī Bakr, Jalāl al-Dīn, *al-Ashbāh wa al-Nazāʾir*, 1: 476, Dār al-Kutub al-ʿIlmīyah, 1st ed., 1990.

([3]) Al-Būrnū, Abū al-Ḥārith Muḥammad Ṣidqī ibn Aḥmad ibn Muḥammad al-Ghazzī, *al-Wajīz fī Iḍāḥ Qawāʿid al-Fiqh al-Kullīyah*, 1: 29, Maktabat al-Risālah, Beirut, Lebanon, 4th ed., 1996.

([4]) Ibn Najīm, *al-Ashbāh wa al-Nazāʾir*, 1: 23.

4۔ فقہی قواعد میں استثناءات کی گنجائش "ضوابط" کے مقابلے میں زیادہ ہوتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ضوابط محض ایک خاص موضوع کو منضبط کرتے ہیں، اس لیے ان میں استثناء زیادہ نہیں ہوتا۔ [1]

قواعد اور ضوابط فقہیہ کی بنیادیں

چونکہ فقہی قواعد اور ضوابط سے احکامِ شریعت کا ثبوت ہوتا ہے اس لیے ان کی بنیاد قرآن وسنت یا اجتہاد پر ہی قائم ہونا ضروری ہے کیونکہ وہی احکامِ شریعت کی بنیادیں ہیں۔ اس لیے درج ذیل سطور میں وہ بنیادیں بیان کی جاتی ہیں جن سے قواعد فقہیہ اخذ کیے جاتے ہیں۔ یہ بنیادیں چار ہیں:

1۔ قرآن کریم

قرآن مجید تمام اصولوں کی بنیاد ہے جس میں جامع کلمات جمع کیے گئے ہیں۔ بقیہ تمام چیزیں اسی کی طرف لوٹتی ہیں کیونکہ قرآن ان قواعد کا سب سے بہترین ذریعہ ہے۔ مثال کے طور پر چند قرآنی نصوص بیان کیے جاتے ہیں جن سے فقہی قواعد اور ضوابط مستنبط کیے گئے ہیں:

1۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا﴾ [2]

"بے شک گمان حق سے کچھ بھی فائدہ نہیں دیتا۔"

یہ آیت کریمہ مشہور فقہی قاعدہ "اليقين لا يزول بالشك" (یقین شک سے زائل نہیں ہوتا)[3] کی اصل اور بنیاد ہے۔

2۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ﴾ [4]

"اور کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔"

یہ آیت کریمہ مشہور فقہی قاعدہ "الضَّرَرُ لَا يُزَالُ بِمِثْلِهِ" [5] (ضرر کو زائل کیا جاتا ہے) کی بنیاد ہے۔

---

(1) Ismāʿīl, Muḥammad Bakr, *al-Qawāʿid al-Fiqhīyah Bayna al-ʾAṣālah wa al-Tawjīh*, p. 9, Dār al-Manān, 1st ed., 1997.

(2) Yūnus 10: 36.

(3) al-Sarkhīsī, Shams al-Aʾimmah Muḥammad ibn Aḥmad ibn Abī Salḥ (d. 483 AH), *al-Mabṣūṭ*, 1: 121, Maṭbaʿat al-Saʿādah, Egypt.

(4) Al-Anʿām 6: 164.

(5) Ibn Najīm, *al-Ashbāh wa al-Nazāʾir*, p. 74.

3۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ﴾ (1)

"اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ آسانی چاہتا ہے اور تمہارے ساتھ مشکل نہیں چاہتا۔"

یہ آیت کریمہ مشہور فقہی قاعدہ "الْمَشَقَّةُ تَجْلِبُ التَّيْسِيرَ" (2) کی بنیاد ہے۔

یہ وہ چند مثالیں ہیں جن میں قواعد کی بنیاد قرآن کریم کی آیات کریمہ پر رکھی گئی ہے۔

2۔ حدیث نبوی

نبی اکرم ﷺ کو جامع کلام اور فصیح احکام عطا کیے گئے۔ آپ ﷺ سب سے زیادہ فصیح اللسان اور سب سے زیادہ واضح بیان کرنے والے تھے۔ آپ ﷺ کے فرامین عین حقیقت اور آپ کے اوصاف حمیدہ تھے۔ چنانچہ روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

(أُوتِيتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ) (3)

"مجھے جامع (یعنی کم الفاظ میں زیادہ معانی والے) کلام عطا کیے گئے ہیں۔"

اس لیے بعض احادیث جو آپ ﷺ سے صحیح سند ثابت ہیں، وہ بذات خود اپنے الفاظ میں ہی ایک فقہی قاعدہ کلیہ ہیں، اس کی چند مثالیں درج ذیل ہیں:

1۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

(الْخَرَاجُ بِالضَّمَانِ) (4)

"فائدہ ذمہ داری کے بدلے ہے۔"

یہ حدیث شریف معاملات کے ابواب کا مسلمہ قاعدہ سمجھا جاتا ہے اور اس کے تحت بہت سے قواعد آتے ہیں جیسے قاعدہ "الْغُرْمُ بِالْغَنْمِ" (5)

---

(1) Al-Baqarah 2: 185.

(2) al-Zarkashī, Badr al-Dīn Muḥammad ibn ʿAbd Allāh ibn Bahādir al-Shāfiʿī (745–794 AH), *al-Maṭnūr fī al-Qawāʿid al-Fiqhīyah*, 3: 169, Ministry of Awqāf, Kuwait, 2nd ed., 1985.

(3) Ibn Ḥanbal, Aḥmad al-Imām (164–241 AH), *Musnad Aḥmad*, 12: 366, Ḥadīth of Abī Rimthah, ḥadīth no. 7403.

(4) al-Sijistānī, Abū Dāwūd, Sulaymān ibn al-Ashʿath (d. 275 AH), *Sunan Abī Dāwūd*, 3: 304, al-Maṭbaʿah al-Anṣārīyah, Delhi, India, 1323 AH.

(5) Mallā Khusraw al-Ḥanafī, *Durar al-Ḥukām Sharḥ Ghurar al-Aḥkām*, 1: 309, Dār Iḥyāʾ al-Kutub al-ʿArabīyah.

2۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

(الْعَارِيَةُ مُؤَدَّاةٌ، وَالزَّعِيمُ غَارِمٌ، وَالدَّيْنُ مَقْضِيٌّ) [1]

"عارِیت ادا کی جائے گی، ضامن ضمانت ادا کرے گا اور قرض ادا کیا جائے گا۔"

اس حدیث شریف کا جملہ "الزَّعِيمُ غَارِمٌ" (ضامن ضمانت ادا کرے گا) بعینہٖ فقہی قاعدہ کلیہ ہے۔

3۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

(العجماء جرحها جبار) [2]

"بے زبان جانور کا (لگایا ہوا) زخم ضائع ہے۔"

یہ حدیث شریف بھی فقہی قاعدہ کے طور پر مسلم ہے۔

بہر حال یہ تو ان احادیث کی مثالیں ہے جو بعینہٖ انہی الفاظ میں فقہی قواعد ہیں۔ اس کے علاوہ بہت سی احادیث وہ فقہی قاعدہ کے لیے بنیاد اور دلیل سمجھی جاتی ہیں۔ ذیل میں ان احادیث نبوی ﷺ کی چند مثالیں ذکر کی جاتی ہیں جو ان قواعد کے لیے مرجع ہیں اور جن سے فقہاء نے فقہی قواعد بنائے ہیں:

1۔ ارشادِ نبوی ہے:

(إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ) [3]

"اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔"

اس حدیث شریف سے فقہی قاعدہ "الْأُمُورُ بِمَقَاصِدِهَا" [4] (معاملات کا دار و مدار ان کے مقاصد پر ہے۔) کا استنباط کیا گیا ہے۔

2۔ ارشاد نبوی ہے:

([1]) al-Tirmidhī, Abū ʿĪsā Muḥammad ibn ʿĪsā (d. 279 AH), *Sunan al-Tirmidhī*, 2: 544, Dār al-Gharb al-Islāmī, Beirut, 1st ed., 1996, *Bāb Mā Jāʾa fī al-ʿĀriyyah Muʾaddāh*, ḥadīth no. 1265.

([2])al-Bukhārī, Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn Ismāʿīl, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, 9: 12, Kitāb al-Diyāt, Bāb al-Maʿdin Jabbār wa al-Bīr Jabbār, ḥadīth no. 6912.

([3]) al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, 1: 6, Bāb Badʾ al-Waḥy, ḥadīth no. 1.

([4]) al-Ṣāliḥī, ʿAlāʾ al-Dīn Abū al-Ḥasan ʿAlī ibn Sulaymān al-Mardāwī al-Dimashqī al-Ḥanbalī (d. 885 AH), *al-Ṭaḥbīr Sharḥ al-Taḥrīr*, 8: 3838, Maktabat al-Rushd, Saudi Arabia, Riyadh, 1421 AH - 2000 CE.

(لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ)[1]

"نہ تکلیف پہنچائی جائے گی نہ تکلیف کا بدلہ (زیادہ) تکلیف سے دیا جائے گا۔"

یہ حدیث شریف قاعدہ "الضَّرَرُ لَا يُزَالُ بِمِثْلِهِ" [2](نقصان کو نقصان کے ذریعے زائل نہیں کیا جا سکتا۔) کی بنیاد سمجھی جاتی ہے۔

3۔ ارشاد نبوی ہے:

(من باع نخلاً قد أُبّرت فثمرها للبائع، إلا أن يشترط المبتاع) [3]

"جو شخص کھجور کے درخت بیچے جن پر پھول آ چکے ہوں تو اس کا پھل بیچنے والے کا ہو گا، جب تک کہ خریدار شرط نہ لگائے۔"

اس حدیث سے فقہی قاعدہ "التَّابِعُ تَابِعٌ" (تابع حکم میں بھی تابع ہوتا ہے)[4] اخذ کیا گیا ہے۔

3۔ آثارِ صحابہؓ و تابعین

صحابہؓ اور تابعین کے اقوال فقہی قواعد کے حصول کا ایک زرخیز ذریعہ ہیں۔ اس لیے کہ صحابہ کرامؓ دورِ نبوت کے تربیت ان فقہاء کے لیے جو صحابی یا تابعی کے قول کو حجت اور دلیل سمجھتے ہیں۔ ان اقوال کی کچھ مثالیں درج ذیل ہیں:

1۔ حضرت عمرؓ کا فرمان ہے:

(مَقَاطِعُ الْحُقُوقِ عِنْدَ الشُّرُوطِ) [5]

"حقوق کی مقطوعیت شرطوں کے تابع ہوتی ہے۔"

([1]) Ibn Mājah, Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn Yazīd al-Qazwīnī (d. 273 AH), *Sunan Ibn Mājah*, 3: 432, Dār al-Risālah al-ʿĀlamīyah, 1st ed., 1430 AH - 2009 CE, *Bāb Mā Jaʾa fī ʾAn Manā Bāna fī ḥaqqih Mā Yuḍurru bi-Jārīhi*, ḥadīth no. 2341.

([2])Ibn Najīm, *al-Ashbāh wa al-Nazāʾir*, p. 74.

([3])al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, 3: 78, Kitāb al-Buyūʿ, Bāb Man Bāʿa Nakhlan Qad Abart, ḥadīth no. 2204.

([4])al-Suyūṭī, Jalāl al-Dīn ʿAbd al-Raḥmān (d. 911 AH), *al-Ashbāh wa al-Nazāʾir*, p. 117, Dār al-Kutub al-ʿIlmīyah, 1983.

([5])al-Bukhārī, Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Kitāb al-Nikāḥ, Bāb al-Shurūṭ fī al-Nikāḥ (5/1978).

2۔ حضرت علیؓ کا قول ہے:

(من قاسم الربح فلا ضمان عليه) [1]

"جو شخص منافع میں حصہ دار ہو اس پر ضمانت نہیں ہوتی۔"

3۔ تابعی قاضی شریح کا قول ہے:

(من شرط على نفسه طائعا غير مكره فهو عليه) [2]

"جو شخص کسی چیز کو اپنی مرضی سے اور بغیر کسی دباؤ کے خود پر لازم کرلے تو وہ اس پر لازم ہوگا۔"

ان تین مثالوں میں مذکور اقوال فقہ کے مسلمہ قواعد میں سے ہیں جو آثارِ صحابہؓ و تابعین سے ماخوذ ہیں۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ قواعد فقہیہ کی ایک اہم بنیاد آثارِ صحابہؓ و تابعین بھی ہیں۔

4۔ فقہاء کا اجتہاد

دورِ نبوی اور عہدِ صحابہؓ کے گزرنے کے بعد ائمہ فقہاء کے دور میں اجتہاد نے فقہی قواعد کے ظہور کے بہت سے دروازے کھول دیے۔ فقہاء نے بنیادی اصولوں سے قواعد کا استنباط کرنے، تشابہ احکامات کو ایک فقہی قاعدہ کلیہ میں جمع کرنے اور اسلامی فقہ کو افراط و تفریط اور انتشار سے بچانے کے لیے فقہی ضوابط وضع کرنے کی کوششیں کیں۔

چنانچہ چاروں ائمہ اور ان کے تلامذہ نے اپنی کتابوں میں بہت سے فقہی قواعد درج کیے ہیں۔ ان میں سے چند مثالیں درج ذیل ہیں:

1۔ امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم نے اپنی کتاب "الخراج" میں کچھ فقہی قواعد اور ضوابط ذکر کیے ہیں، جن میں سے ایک یہ ہے:

(ليس للإمام أن يخرج شيئا من يد أحد إلا بحق ثابت معروف) [3]

(1)Ibn Abī Shaybah, Abū Bakr ʿAbd Allāh ibn Muḥammad ibn Ibrāhīm, al-Kitāb al-Muṣannaf fī al-Aḥādīth wa al-Āthār, J4/S398, Ḥadīth No. 21456, al-Nāshir: Maktabah al-Rushd, Riyadh, 1st ed., 1409 AH.

(2)al-Bukhārī, Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Bāb Mā Yajūz Min al-Ishtirāṭ wa al-Thanāʾī fī al-Iqrār, J3/S198.

(3)Abū Yūsuf, Yaʿqūb ibn Ibrāhīm, al-Kharāj, J1/S65, 66, al-Nāshir: Dār al-Maʿrifah li al-Ṭibāʿah wa al-Nashr, Beirut, Lebanon, 1399 AH - 1979 CE.

"بادشاہ کو کسی شخص کے ہاتھ سے بغیر کسی ثابت اور معروف حق کے کچھ بھی لینے کا حق نہیں ہے۔"

2۔ امام محمد بن ادریس شافعی نے اپنی کتاب "الام" میں کچھ قواعد اور ضوابط ذکر کیے ہیں، جن میں سے ایک یہ ہے:

(الرُّخَصُ لَا يُتَعَدَّى بِهَا مَوَاضِعُهَا) (1)

"رخصتوں کو ان کی جگہوں سے آگے متعدی نہیں کیا جاسکتا۔"

نیز ایک قاعدہ یہ ہے:

(لا ينسب إلى ساكت قول قائل ولا عمل عامل إنما ينسب إلى كل قوله وعمله) (2)

"کسی خاموش شخص کو کسی قائل کا قول یا کسی عامل کا عمل نہیں منسوب کیا جائے گا، بلکہ ہر قول اور عمل اس کے اپنے نام سے منسوب کیا جائے گا۔"

اسی طرح فقہاء نے مختلف مواقع سے متعلق فقہی احکام کی تحقیق کرتے ہوئے فقہی قواعد مستنبط کیے ہیں اور قواعد کلیہ سے فروع پر احکام لگائے ہیں۔

قواعد و ضوابط فقہیہ کی اہمیت

فقہی قواعد کا اسلامی فقہ کے فروغ اور ان نئے مسائل پر غور کرنے میں جو مختلف حالات اور واقعات کے نتیجے میں پیدا ہوتے ہیں نہایت اہم کردار رہا ہے۔ اس سلسلے میں فقہی قواعد مختلف پہلوؤں سے مفید ثابت ہوئے ہیں جن میں سے چند پہلو درج ذیل ہیں:

پہلا فائدہ

فقہی قواعد منتشر فروع اور جزئیات کو محفوظ اور منظم کرتے ہیں اور انہیں ایک باب کے تحت جمع کرتے ہیں۔ اس سے انہیں یاد کرنا، ان میں غور کرنا اور ان کے احکام کو یاد رکھنا آسان ہو جاتا ہے کیونکہ زمانہ کے ارتقا اور حالات کی جدت کی بنا پر فقہی مسائل کا تنوع اور اس کے فروعی مسائل بھی بڑھتے جاتی ہیں۔ اس لیے ان مسائل کی کثرت کے پیش نظر انہیں یاد کرنا بہت مشکل ہو جاتا ہے لیکن اس کے برعکس قواعد کو یاد کرنا بھی آسان ہے اور ان کے تحت بے شمار فروعی مسائل کو منضبط کرنا بھی بآسانی ممکن ہے۔

---

(1) al-Shāfiʿī, Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn Idrīs (150 - 204 AH), al-Umm, Dār al-Fikr – Beirut, 2nd ed., 1403 AH - 1983 CE (1/99).

(2)al-Shāfiʿī, al-Umm, J1/S178.

چنانچہ علامہ قرافی اسی بات کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

(من ضبط الفقه بقواعده استغنى عن حفظ أكثر الجزئيات لاندراجها في الكليات، وتناسب عنده ما تضارب عند غيره) [1]

"جو شخص فقہ کو اس کے قواعد کے ذریعے ضبط کرتا ہے وہ زیادہ تر جزئیات کو حفظ کرنے کی ضرورت سے بچ جاتا ہے کیونکہ وہ کلیات میں شامل ہو جاتے ہیں، اور جو دوسروں کے لیے اشتباہ کا باعث بنتی ہیں وہ اس کے لیے باہم مربوط ہو جاتی ہیں۔"

اسی طرح علامہ ابن رجب حنبلی فقہی قواعد کے فوائد کی ذرا تفصیل سے وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

(أما بعد فهذه قواعد مهمة وفوائد جمة، تضبط للفقيه أصول المذهب، وتطلعه من مأخذ الفقه على ما كان عنه قد تغيب، وتنظم له منثور المسائل في سلك واحد، وتقيد له الشوارد وتقرب عليه كل متباعد) [2]

"یہ اہم قواعد اور بے شمار فوائد ہیں، جو فقیہ کے لیے اصولوں کو منضبط کرنے کا کام کرتے ہیں اور اسے فقہ کے ان مآخذ سے آگاہ کرتے ہیں جو اس کی نظر سے اوجھل ہو چکے ہوں اور اس لیے بکھری ہوئی چیزوں کو ایک لڑی میں پروتے ہیں۔ مسائل اور اس کے لیے منتشر چیزوں کو باندھتا ہے اور ہر دور دراز چیز کو اس کے قریب کرتا ہے۔"

دوسرا فائدہ

فقہی قواعد کا مطالعہ کرنے اور ان میں مہارت پیدا کرنے سے محقق کو ایک مضبوط فقہی ملکہ پیدا ہوتا ہے جو اسے فقہ کے وسیع ابواب کے مطالعہ، اس کے احکام کی معرفت اور ان کی تخریج کرنے، ان کی جزئیات کو تلاش کرنے، انہیں ایک موضوع میں محدود کرنے اور نئے نئے پیش آمدہ واقعات کا حل نکالنے میں مدد دیتا ہے۔

---

(1)al-Qarāfī, Abū al-ʿAbbās Shihāb al-Dīn Aḥmad ibn Idrīs ibn ʿAbd al-Raḥmān al-Mālikī, *al-Furūq* Anwār al-Barūq fī Anwāʾ al-Furūq, al-Nāshir: ʿĀlam al-Kutub, J1, S3.

(2)Ibn Rajab, Zayn al-Dīn ʿAbd al-Raḥmān ibn Aḥmad ibn al-Ḥasan, al-Salāmī, al-Baghdādī, Thumma al-Dimashqī, al-Ḥanbalī, al-Qawāʿid li Ibn Rajab, al-Nāshir: Dār al-Kutub al-ʿIlmīyah, J1/S3.

علامہ تاج الدین سبکی فرماتے ہیں:

(حق على طالب التحقيق ومن يتشوق إلى المقام الأعلى في التصور والتصديق أن يحكم قواعد الأحكام ليرجع إليها عند الغموض وينهض بعبء الاجتهاد أتم نهوض ...) (1)

"تحقیق کے طالب علم اور تصور اور تصدیق میں اعلیٰ مقام کی خواہش رکھنے والے پر واجب ہے کہ وہ احکام کے قواعد کو پختہ کرلے تاکہ الجھن میں ان کی طرف رجوع کرے اور اجتہاد کے بوجھ کو پوری طرح اٹھالے..."

تیسرا فائدہ

فقہی قواعد کا مطالعہ شریعت کے مقاصد اور اہداف کو سمجھنے میں مدد کرتا ہے اور اس سے ایک راسخ اور واضح تصور ملتا ہے، جیسے قاعدہ ہے کہ "مشقت آسانی لاتی ہے" اس قاعدہ سے شریعت کا مزاج اور بندوں سے متعلق اس کے ہدف کو سمجھنے مدد ملتی ہے کہ وہ ان سے کیا چاہتی ہے۔ (2)

چوتھا فائدہ

فقہی قواعد اور ضوابط کا مطالعہ محقق میں مختلف فقہی مذاہب کے درمیان موازنہ کرنے اور ان کے اختلافات کی وجوہات اور وجوہات کو جاننے کی صلاحیت پیدا کرتا ہے۔ چنانچہ جو لوگ قواعد سے ناواقف ہیں اکثر وہ ان اختلافات کی حقیقت سے ناواقف رہتے ہیں اور اسی وجہ سے وہ ان اختلافات سے متعلق الجھن کا شکار رہتے ہیں بلکہ بسا اوقات جب انہیں اختلاف کی معقول وجہ سے سمجھ نہیں آتی تو بہت سے ائمہ سے بد ظن بھی ہو جاتے ہیں۔

پانچواں فائدہ

فقہی قواعد کا مطالعہ اور قاضیوں اور مفتیانِ کرام کو فتاویٰ کے طریقوں اور پیش آمدہ نت نئے مسائل اور واقعات کے حل کو آسان کرنے میں مدد کرتا ہے۔ (3)

---

(1)al-Subkī, al-Ashbāh wa al-Naẓāʾir, J1/S10.

(2)al-Zuḥaylī, al-Qawāʿid al-Fiqhīyah wa Taqdīmātuhā fī al-Madhāhib al-Arbaʿah, J2/S28.

(3)al-Bāḥisīn, al-Qawāʿid al-Fiqhīyah, S116.

علامہ سیوطی فرماتے ہیں:

(إن فن الأشباه والنظائر فن عظيم، به يطلع على حقائق الفقه ومداركه، ومآخذه وأسراره، ويتمهر في فهمه واستحضاره، ويقتدر على الإلحاق والتخريج، ومعرفة أحكام المسائل التي ليست بمسطورة، والحوادث والوقائع التي لا تنقضي على ممر الزمان)[1]

"فن اشباہ و نظائر (یعنی فن قواعد) ایک عظیم فن ہے، جس سے فقہ کی حقیقتوں، اس کی بنیادوں، اس کے مآخذ اور اس کے اسرار سے آگاہی ہوتی ہے اور اس کے سمجھنے اور یاد رکھنے میں مہارت حاصل ہوتی ہے اور الحاق (ایک مسئلہ کو دوسرے کے ساتھ ملانے) اور تخریج اور کتب فقہ میں غیر موجود مسائل کے احکام کی معرفت اور لامحدود واقعات جو مرورِ زمانہ کے ساتھ پیش آتے رہتے ہیں ان کے جاننے اور سمجھنے کی قدرت حاصل ہوتی ہے۔"

اسی طرح امام قرافی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"فقہ میں قواعد کی بہت اہمیت ہے اور وہ بے حد مفید ہیں، ان کا جس قدر احاطہ ہو گا فقیہ کی قدر اتنی ہی زیادہ ہو گی اور اس کی عزت بڑھے گی، فقہ کی رونق ظاہر ہو گی اور فتاویٰ کے طریقے واضح ہوں گے۔"[2]

علماء کے ارشادات کی روشنی میں کہ قواعدِ فقہ کے نئے اور ابھرتے ہوئے مسائل کے احکام جاننے، اسلامی فقہ کو فروغ دینے اور مجتہد اور مفتی کے لیے راہِ عمل روشن کرنے میں کس قدر اثرات پائے جاتے ہیں۔ اس لیے بطور حاصل ہم کہہ سکتے ہیں کہ قواعد فقہیہ کا علم ان پوشیدہ اسرار میں سے ہے جن تک صرف وہی شخص پہنچ سکتا ہے جسے کامل بصیرت اور علومِ شرعیہ میں گہری وسعت حاصل ہو۔

قواعد و ضوابط فقہیہ کی حجیت اور اصولی حیثیت

فقہی قواعد اور ضوابط کی اہمیت اور ان کے اثرات کے باوجود علماء ان قواعد اور ضوابط کی حجیت سے متعلق مختلف آراء رکھتے ہیں کہ آیا ان پر احکام کے استنباط کے لیے انحصار کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟

---

(1)al-Suyūṭī, al-Ashbāh wa al-Naẓāʾir, J1/S6.

(2)al-Qarāfī, al-Furūq, J1/S3.

اس ضمن میں فقہاء کی آراء کو دو اقسام میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

پہلی رائے

فقہی قواعد اور ضوابط پر احتجاج اور استدلال جائز نہیں ہے۔ یہ دلائل نہیں ہیں، بلکہ شواہد ہیں جن سے احکام استنباط کرنے میں مدد لی جا سکتی ہے۔ اس رائے کے قائلین میں ابن نجیم حنفی اور جوینی شامل ہیں۔ چنانچہ ابن نجیم فرماتے ہیں:

(لا يجوز الفتوى بما تقتضيه الضوابط لأنها ليست كلية بل أغلبية) [1]

"قواعد کے مقتضیٰ پر فتویٰ دینا جائز نہیں ہے کیونکہ وہ کلی نہیں ہوتے بلکہ اکثری ہوتے ہیں۔"

ان کے دلائل درج ذیل ہیں:

1. فقہی قواعد اور ضوابط اکثر کلی نہیں ہوتے، بلکہ ان میں بہت سی مستثنیات ہوتی ہیں۔ اس لیے یہ ممکن ہے کہ جس فرع کو ان قواعد کے تحت لایا جا رہا ہو وہ ان مستثنیات میں سے ایک ہو۔ اس لیے ان کا حکم قطعی اور یقینی نہیں ہو سکتا۔[2]
2. یہ قواعد مختلف فروع کا نتیجہ اور ان کے لیے جامع اور رابطہ کی حیثیت رکھتے ہیں اور یہ بات عقلاً درست نہیں ہے کہ نتائج کو دلائل کے طور پر استعمال کیا جائے۔[3]
3. بہت سے فقہی قواعد اور ضوابط شرعی نصوص پر مبنی نہیں ہوتے بلکہ ناقص استقراء کی بنیادی پر مبنی ہوتے ہیں۔ اس لیے یقین کا فائدہ نہیں دیتے ہیں۔
4. کچھ قواعد اجتہاد پر مبنی ہوتے ہیں اور اجتہاد میں خطا کا امکان ہوتا ہے۔ لہٰذا ان قواعد کو عام کرنا ایک طرح سے دین میں "اندازے" کو فروغ دینا ہے۔[4]

---

(1)al-Ḥamawī, Abū al-ʿAbbās Aḥmad ibn Muḥammad Makkī, al-Ḥusaynī al-Ḥanafī (d. 1098 AH), *Ghamz ʿUyūn al-Baṣāʾir fī Sharḥ al-Ashbāh wa al-Naẓāʾir*, Dār al-Kutub al-ʿIlmīyah, 1st ed., 1405 AH - 1985 CE (1/37).

(2)al-Nadwī, ʿAlī Aḥmad, al-Qawāʿid al-Fiqhīyah: Mafhūmihā wa Nishʾatihā wa Taqaddumātuhā wa Dirasat Muʾallafātihā, Adillatuhā wa Taqdīmātuhā, S330, Dār al-Qalam, Damascus, 4th ed., 1488 AH - 1998 CE.

(3)al-Burnū, al-Wujayz fī Iẓāḥ Qawāʿid al-Fiqh al-Kullīyah, J/S39.

(4)al-Bāḥisīn, al-Qawāʿid al-Fiqhīyah, S272.

دوسری رائے

دوسری رائے یہ ہے کہ فقہی قواعد اور ضوابط شرعی دلائل ہیں جن پر احتجاج اور استدلال جائز ہے۔ تاہم اس کی دو شرائط ہیں:

1. وہ قاعدہ یا ضابطہ کسی شرعی دلیل، یعنی کتاب، سنت، یا اجماع پر مبنی ہو۔
2. وہ قاعدہ یا ضابطہ کسی قطعی نص، یعنی کتاب، سنت، یا اجماع کے خلاف نہ ہو۔

اس رائے کے قائلین میں شاطبی، غزالی، قرافی اور معاصر علماء میں محمد عثمان شبیر شامل ہیں۔[1]

امام غزالی فرماتے ہیں:

(كل معنى مناسب للحكم مطرد في أحكام الشرع لا يرده أصل مقطوع به مقدم عليه من كتاب أو سنة أو إجماع فهو مقول به وان لم يشهد له أصل معين)[2]

"ہر وہ معنیٰ جو حکم کے لیے موزوں ہو اور شرع کے احکام میں مسلسل جاری ہو اور اسے کتاب، سنت یا اجماع سے کوئی قطعی اصل رد نہ کرے تو وہ قابلِ قول ہے چاہے اس کی گواہی کے لیے کوئی خاص اصل موجود نہ ہو۔"

ان علماء کے دلائل درج ذیل ہیں:

1. جو فقہی قواعد اور ضوابط شرعی نصوص پر مبنی ہوں، ان سے استدلال اس لیے جائز ہونا چاہیے کیونکہ ان کے اصول اور مصادر بھی قابل احتجاج ہیں۔[3]
2. قاعدہ یا ضابطہ ایک کلیہ ہے جو اپنی جزئیات پر لاگو ہوتا ہے۔ اگر کچھ جزئیات قاعدہ کے حکم سے مستثنیٰ بھی

---

(1)Shabīr, al-Qawāʿid al-Kullīyah wa al-Ḍawābiṭ al-Fiqhīyah, S87.

(2)al-Ghazālī, Abū Ḥāmid Muḥammad ibn Muḥammad al-Ṭūsī, al-Mankhūl min Taʿlīqāt al-Usūl, J1/S465, Ḥaqqaqah wa Khuraj Nuskah wa ʿAllaqa ʿalayh: Muḥammad Ḥasan Haytū, al-Nāshir: Dār al-Fikr al-Muʿāṣir - Beirut, Lebanon, Dār al-Fikr - Damascus, 3rd ed., 1419 AH - 1998 CE.

(3)Lajnah Muwakkadah min ʿAdah ʿUlamāʾ wa Fuqahāʾ fī al-Khilāfah al-ʿUthmānīyah, Majallat al-Aḥkām al-ʿAdlīyah, al-Nāshir: Nūr Muḥammad, Kārahkānah Tajarat Kutub, Ārām Bāgh, Karāchī, J1/S16.

ہوں تو اس سے قاعدہ کی حیثیت متاثر نہیں ہوتی۔[1]

3. جو قواعد شرعی نصوص ہیں، چاہے ان کی صیغہ ایک ہی ہو یا معنی میں فرق کے ساتھ مختلف ہو، وہ دلائل ہیں جن سے شرعی احکام استنباط کیے جاسکتے ہیں یا ان میں ترجیح دی جاسکتی ہے۔ یہی حکم عام اور خاص نصوص کا ہے۔
4. قاعدہ کی حجیت اور اس کے استدلال کے لیے استعمال ہونے کی صلاحیت اس قاعدہ کی جزئی فروعات کے دلائل کے مجموعہ سے حاصل ہوتی ہے۔ اب اگر ہر جزئی دلیل بذات خود حجت ہے، تو بطریق اولیٰ یہی حجیت اس قاعدہ میں بھی پائی جاتی ہے جس کی طرف ان دلائل کا مجموعہ اشارہ کرتا ہے۔[2]

راجح رائے

فقہاء کے اقوال اور ان کے دلائل کے جائزے کے بعد بظاہر دوسری رائے دو وجوہات سے راجح معلوم ہوتی ہے:

1. اس رائے کے حامیوں کے دلائل پہلی رائے کے دلائل کی بنسبت زیادہ مضبوط ہیں۔
2. جو فقہی قواعد اور ضوابط شرعی نصوص پر مبنی ہیں، ان کی طرف رجوع کرنا دراصل انہی نصوص کی طرف رجوع کرنا ہیں جن پر وہ قواعد قائم ہیں، جب وہ نصوص بالاتفاق حجت ہیں تو جو قواعد ان پر مبنی ہیں وہ بھی حجت ہونے چاہئیں۔

البتہ جو قواعد کسی واضح شرعی دلیل پر مبنی نہیں ہیں، وہ واقعی استنباط کا قابل اعتماد ذریعہ نہیں ہیں اس لیے ان پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔

حاصل کلام

اس مقالہ میں قواعد فقہیہ کا تعارف پیش کیا گیا ہے جس میں یہ وضاحت کی گئی ہے کہ قواعد فقہیہ وہ کلی اصول ہیں جن سے فقہی مسائل کے احکام استنباط کیے جاتے ہیں، اور یہ اصول عموماً مختصر اور جامع جملوں میں بیان کیے جاتے ہیں تاکہ ان پر عمل کرنا آسان ہو۔ قواعد فقہیہ فقہ کی ایک اہم شاخ ہے، جو فقہاء کو نئے مسائل کے احکام استنباط کرنے میں مدد فراہم کرتے ہیں اور فقہی علم کو آسان بناتے ہیں۔ یہ اصول فقہی اجتہاد میں بھی مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ قاعدہ ایک عام اور جامع حکم ہے جو مختلف فقہی ابواب سے مسائل کو جمع کرتا ہے، جبکہ ضابطہ کسی

---

(1)al-Bāḥisīn, al-Qawāʿid al-Fiqhīyah, S278.

(2)Shabīr, al-Qawāʿid al-Kullīyah wa al-Ḍawābiṭ al-Fiqhīyah, S85.

خاص فقہی باب سے متعلق مسائل پر مبنی ہوتا ہے۔ قواعد اور ضوابط کے درمیان اہم فرق یہ ہے کہ قواعد زیادہ عام اور جامع ہوتے ہیں، اور ان پر عام طور پر مختلف فقہی مذاہب متفق ہوتے ہیں، جبکہ ضوابط عموماً مخصوص فقہی مذاہب سے متعلق ہوتے ہیں۔ قواعد اور ضوابط کی اہمیت اس بات میں ہے کہ وہ فروع و جزئیات کو محفوظ اور منظم کرتے ہیں، محقق کو فقہی ملکہ عطا کرتے ہیں، شریعت کے مقاصد کو سمجھنے میں مدد دیتے ہیں، فقہی مذاہب کے درمیان موازنہ کی سہولت فراہم کرتے ہیں، اور قاضیوں اور مفتیانِ کرام کو فتاویٰ کے طریقوں میں رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔ علماء کی دو آراء ہیں اس بات پر کہ قواعد اور ضوابط کی حجیت اور اصولی حیثیت کیا ہے: ایک رائے کے مطابق یہ محض شواہد ہیں، جن سے احکام استنباط کرنے میں مدد ملتی ہے، جبکہ دوسری رائے کے مطابق یہ دلائل ہیں جن سے احکام استنباط کیے جاسکتے ہیں، بشرطیکہ یہ قرآن و سنت کی بنیاد پر ہوں اور ان کے مخالف نہ ہوں۔